INDIAN STREAMS RESEARCH JOURNAL
ISSN NO : 2230-7850
IMPACT FACTOR : 5.1651 (UIF)
VOLUME - 14 | ISSUE - 7 | AUGUST – 2024

سعدی شیرازی کی حیات وخدمات : ایک جائزہ

مقالہ نگار: ڈاکٹر سمیہ باغبان۔
(اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، پنیہ شلوک اہلیہ دیوی ہولکر سولاپور یونیورسٹی سولاپور)

شیخ مشرف الدین مصلح بن عبداللہ سعدی شیرازی، فارسی زبان کے ایک مشہور شاعر، نثر نگار، صوفی اور مصلح تھے۔ اُن کا تعلق ایران کے شہر شیراز سے تھا۔ سعدی کی تحریریں نہ صرف اُس زمانے میں مقبول تھیں بلکہ آج بھی اُنہیں عالمی سطح پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

سعدی کا پیدائش سن تقریباً 1210ء کے آس پاس شیراز میں ہوئی۔ اُن کے والد شیراز کے قاضی تھے، اس لیے ابتدائی تربیت ایک علمی و دینی ماحول میں ہوئی۔ سعدی نے ابتدائی تعلیم شیراز میں حاصل کی، مگر جلد ہی علم کی پیاس نے اُنہیں بغداد کی طرف کھینچ لیا، جہاں انہوں نے مشہور مدرسہ "نظامیہ بغداد" سے علم دین، منطق، فلسفہ اور ادب حاصل کیا۔

نظامیہ بغداد اُس وقت عالم اسلام کی عظیم علمی درسگاہوں میں سے ایک تھی۔ سعدی نے یہاں نہ صرف رسمی تعلیم حاصل کی بلکہ تصوف و روحانیت کے اثرات بھی اُن کی شخصیت میں نمایاں ہو گئے۔ ان کا اندازِ تحریر اُن کی گہری علمی، دینی اور روحانی بصیرت کا غماز ہے۔ سعدی شیرازی نے جامع نظامیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد متعدد ملکوں کی سیاحت کی۔ وہ شام، مصر، عراق، اناتولیا بھی گئے، جہاں بڑے شہروں کی زیارت کی، گاہکوں سے بھرے پر رونق بازار دیکھے، اعلیٰ درجہ کے فنون لطیفہ کے نمونوں سے محظوظ ہوئے اور وہاں کے علما اور فن کاروں سے ملاقاتیں کی۔ آخر کار وہ جہادی صوفیوں کے ایک گروہ میں شامل ہو گئے، جو صلیبی جنگوں میں شریک تھا۔ ان کے ساتھ مل کر انھوں نے جنگیں لڑیں۔ ایک ایسی ہی جنگ میں وہ جنگی قیدی بنے اور سات سال اس کیفیت میں گزارے۔ ایک غلام کی حیثیت سے وہ خندقیں کھودنے کے کام پر متعین رہے۔ مملوکوں نے تاوان ادا کیا، تو جنگی قیدیوں کو رہا کیا گیا۔، جن میں سعدی شیرازی بھی شامل تھے۔ قید سے رہائی کے بعد سعدی شیرازی یروشلمبیت المقدس چلے گئے۔ وہاں سے مکہ اور مدینہ کا رخ کیا۔ بیس برس کی طویل مسافت کے بعد سعدی شیرازی آخر کار اپنے آبائی وطن ایران پہنچے، جہاں انھیں اپنے پرانے رفقا کی صحبت میسر آئی۔

خراسان میں ان کی ملاقات ایک ترکی امیر طغرل سے ہوئی، جن سے بہت جلد گہری دوستی ہو گئی۔ وہ سعدی شیرازی کو ساتھ لیے سندھ گیا، جہاں انھیں پیر پتر سے ملنے کا موقع ملا، جو ایرانی صوفی شیخ عثمان مروندی کے پیروکار تھے۔ اس سفر میں وہ برصغیر بھی آئے اور وسطی ایشیا کے ممالک کی بھی سیر کی، جہاں وہ منگول حملوں سے بچے رہنے والے مسلمانوں سے ملے۔ یہی طغرل بعد ازاں سلطنت دہلی کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ اس نے سعدی شیرازی کو بھی اپنے ہاں مدعو کیا۔ سعدی شیرازی،

جو ثقافتوں کی رنگارنگی کے شائق تھے، اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے چل پڑے اور دہلی اور گجرات میں جا کر رہے۔ اس دور میں انھیں سومناتھ کے تاریخی مندر کی سیر کا بھی موقع ملا۔

سعدی ایک عظیم سیاح بھی تھے۔ انہوں نے تقریباً تیس سال تک دنیا کے مختلف حصوں کا سفر کیا۔ انہوں نے شام، عراق، حجاز، ہندوستان اور ترک علاقوں کا دورہ کیا۔ ان اسفار نے اُن کے علم، تجربے اور مشاہدے کو مزید گہرا کیا۔ ان مشاہدات کا عکس ہمیں اُن کی تصانیف میں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔

ادبی خدمات:

نثری خدمات: گلستان :

"گلستان سعدی" فارسی ادب کی سب سے اہم نثری کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس میں آٹھ ابواب ہیں جن میں اخلاقیات، حکایات، حکمت، بادشاہوں کے قصے، زہد و تقویٰ، محبت، تربیت، اور نصیحت پر مبنی باتیں شامل ہیں۔ گلستان کی زبان سادہ، پراثر اور حکمت سے بھرپور ہے۔ ہر حکایت کے پیچھے ایک سبق ہوتا ہے۔

"* سعدی کو ان کے اقوال زریں کی وجہ سے بہت شہرت حاصل ہے۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور "بنی آدم"، "گلستان" کا حصہ ہے:

بنی آدم اعضاے یک دیگرند
کہ در آفرینش زیک گوہرند
چو عضوے بہ درد آورد روزگار
دگر عضوہارا نماند قرار
تو کز محنت دیگران بے غمی
نشاید کہ نامت نہند آدم

یہ اشعار سعدی کی انسان دوستی اور عالمگیریت کا مظہر ہیں۔ جو آج بھی اقوام متحدہ کے نظریات سے ہم آہنگ ہ

شعری خدمات: بوستان

بوستان" سعدی کی منظوم تصنیف ہے جو تقریباً 1257ء میں مکمل ہوئی۔ اس میں بھی اخلاقیات اور انسانی اقدار کو موضوع بنایا گیا ہے۔ بوستان دس ابواب پر مشتمل ہے، جن میں عدل، احسان، عشق، تواضع، قناعت، اور دیگر اخلاقی موضوعات شامل ہیں۔ سعدی کی شاعری میں نہ صرف حسن کلام ہے بلکہ افکار کی گہرائی بھی ہے۔

دیگر اشعار و غزلیات :

سعدی کی غزلیات میں عشقِ حقیقی، صوفیانہ افکار، اور دنیا کی بے ثباتی جیسے موضوعات شامل ہیں۔ ان کی غزلیات فارسی ادب کے سنہرے خزانے میں شمار ہوتی ہیں۔

تو نیکی کن و در دجلہ انداز
کہ ایزد در بیابانت دھد باز"
(نیکی کر کے اس کا صلہ نہ مانگ، خدا کسی اور ذریعے سے تجھے لوٹا دے گا۔)

سعدی کا صوفیانہ رجحان :

اگرچہ سعدی ایک صوفی نہیں کہلاتے جیسا کہ مولانا روم، لیکن ان کے کلام میں تصوف کے اثرات نمایاں ہیں۔ وہ دنیا کی ناپائیداری، نفس کی اصلاح، اور انسان دوستی کی تعلیم دیتے ہیں۔ سعدی کی حکمت آمیز گفتگو اور اخلاقی نصیحتیں صوفیانہ طرزِ فکر کی عکاسی کرتی ہیں۔

اخلاقی و معاشرتی تعلیمات :

سعدی کا سب سے بڑا کارنامہ ان کی اخلاقی تعلیمات ہیں۔ ان کے مطابق انسان کا اصل زیور اخلاق ہے۔ وہ مساوات، عدل، رحم، قناعت، اور سچائی جیسے اوصاف کو انسان کی اصل کامیابی قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف حکمرانوں کو نصیحت کی بلکہ عام لوگوں کے لیے بھی سادہ الفاظ میں رہنمائی پیش کی۔

سعدی کا اثر صرف فارسی زبان تک محدود نہیں رہا۔ ان کی تحریریں مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئیں اور مغربی دنیا میں بھی پذیرائی حاصل کی۔ "گلستان" کا لاطینی زبان میں ترجمہ 17 ویں صدی میں ہوا اور بعد ازاں انگریزی، فرانسیسی، جرمن، ترکی، اردو اور دیگر زبانوں میں ترجمے ہوئے۔

فرانس کے مشہور فلسفی "روسو" اور جرمنی کے "گوئٹے" نے بھی سعدی کے کلام کو سراہا ہے۔ سعدی کا اثر اردو ادب پر بھی گہرا رہا ہے۔ میر، غالب، سرسید، اور حالی جیسے اکابرین نے سعدی کو بطورِ استاد مانا۔ ان کی زبان کی شائستگی اور حکمت اردو نثر و نظم میں جھلکتی ہے۔ قدیم اردو مدارس میں "گلستان" بطور نصاب شامل رہی ہے۔

بوستان" اور "گلستان" سعدی کے وہ شاہکار ہیں جو آج بھی ادب، اخلاق، فلسفہ اور تربیت کے معتبر ماخذ مانے جاتے ہیں۔ دونوں کتب میں انسانیت، حکمت، عدل، اور سچائی کے وہ ابدی اصول ملتے ہیں جن پر معاشرے کی فلاح و بہبود کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ سعدی نے اپنے وقت کے معاشرتی، مذہبی، اور اخلاقی مسائل کو نہایت باریکی سے سمجھ کر ان کا حل پیش کیا، جو آج بھی قابلِ تقلید ہیں۔ سعدی نے اپنے زمانے کے سیاسی، سماجی اور مذہبی حالات پر گہری نظر رکھی۔ منگول حملوں کے بعد

کے ایرانی معاشرے میں اخلاقی زوال اور انتشار کو سعدی نے شدت سے محسوس کیا اور اپنے قلم سے اس کی اصلاح کی کوشش کی۔ وہ اصلاح پسند شاعر و نثر نگار تھے جنہوں نے لوگوں کو فطری حسن، سچائی، رحم، اور خدا ترسی کی جانب متوجہ کیا

سعدی کی وفات :

شیخ سعدی نے اپنی زندگی کا آخری حصہ شیراز میں گزارا۔ ان کا وصال 1291ء میں ہوا۔ ان کا مزار شیراز کے شمال مشرق میں واقع ہے، جو آج بھی ادب و تصوف کے چاہنے والوں کے لیے زیارت گاہ ہے۔

سعدی کا کلام آج کے دور میں بھی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں اخلاقی انحطاط اور عدم برداشت عام ہو، سعدی کی تعلیمات ہمیں انسانیت، برداشت اور اصلاحِ نفس کا درس دیتی ہیں۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سعدی کا ادبی ورثہ محض شعر و نثر نہیں بلکہ ایک عملی ضابطۂ حیات بھی ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات :

(01 گلستان سعدی، مترجم: سید شمس الحسن۔

(02 بوستان سعدی، مرتب: غلام حسین یوسفی۔

(03 "سعدی : حیات و خدمات" – ڈاکٹر ذاکر حسین۔

(04 "تاریخ ادب فارسی" – ذبیح اللہ صفا۔

Dr. Sumayya Nazir Ahmed Bagban
Assistant Professor In Urdu, Department of Urdu, School of Languages & Literature, Punyashlok Ahilyadevi Holkar Solapur University Solapur.